بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

اتحاد بین المسلمین

اتحاد بین المسلمین کی ضرورت سے تو کوئی کافر ہی انکار کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں افراد یا جماعتوں کی طرف سے جو کوششیں ماضی قریب یا بعید میں وقتاً فوقتاً کی جاتی رہی ہیں ان کا تاریخی جائزہ لینا بھی سردست مقصود نہیں۔ مسائل پر عملی اعتبار سے سوچنے والے ذہن کے لئے اس ضمن میں درخور اعتناء ایک سوال یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کیا تدابیر ہیں جن کو اختیار کرنے سے ملت بیضاء کی شیرازہ بندی کا دیرینہ خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے۔ سو اس سوال کا جواب بہت آسان ہے اور اسے مختصراً چند لفظوں میں ہم یوں بیان کر سکتے ہیں کہ مسلمان اپنے دین کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں یعنی وہ صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں اور مسلمانوں کی سی زندگی بسر کرنی شروع کر دیں تو ان کا بکھرا ہوا شیرازہ آپ سے آپ یکجا ہو جائے گا۔ اس سے ان کی پراگندہ جمعیت مجتمع ہو کر ایک ایسی قوت میں تبدیل ہو جائے گی کہ وہ دنیا کے معاملات و مسائل میں اپنا موثر کردار ادا کرسکیں گے۔ مخالف طاقتیں ہزار زور لگائیں ان کا بال تک نہ بیکا کر سکیں گی۔ لیکن اس مرحلے پر جو بات بطور خاص ذہن نشین کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ آرزوؤں اور تمناؤں سے معرکے سر نہیں ہوا کرتے۔ راہ عمل پر گامزن ہونے کی ضرورت ہے، اور عمل بھی ایسا ویسا نہیں، سعی و کوشش تگ و دو اور جد و جہد کے الفاظ اس کے لئے بہت معمولی ہیں، یہاں تو تن من دھن کی بازی لگانے سے ہی کچھ بات بن سکتی ہے۔ مسلمان کہلانا تو بڑی آسان سی بات ہے مگر مسلمان بننا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

مسلمان ہونے کے لئے افکار و عقائد کی درستی سے لے کر اخلاق و اعمال کی اصلاح تک تعلیم و تربیت کا ایک طویل سلسلہ ہے جسے بمراحل بڑے حزم و احتیاط اور غایت تقوی کے ساتھ طے کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہمارا سب سے پہلا کلمہ جامعہ جو ہماری شیرازہ بندی کا ضامن ہے وہ کلمہ توحید لا اله الاالله ہے۔ ہم توحید کے امین ہیں۔ توحید ہماری قوت کا اصل راز ہے۔ یہی وہ پتھر ہے جس پر حصار ملت کی بنیاد قائم ہے۔ یہ بظاہر بڑی معمولی اور عام سی بات ہے لیکن اس کے مضمرات اور متضمنات بے پایاں اور ناپیدا کنار ہیں۔ دنیا میں اتحاد کی ایک سے زائد صورتیں پائی جاتی ہیں۔ اور یہ مختلف صورتیں ان مختلف عوامل سے وجود میں آتی ہیں جن پر کسی اتحاد کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ توحید کے علاوہ اتحاد کی جتنی بنیادیں ہیں سب خام ہیں۔ لیکن وہ اتحاد جس کی بنیاد توحید جیسے عقیدے پر قائم ہو جب وجود میں آتا ہے تو اس کی بے پناہ قوت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا۔ اس کلمے کی وسعت، گہرائی اور گیرائی، رفعت اور بلندی بے حد و حساب ہے۔ مسلمان اس اعتبار سے خوش نصیب اور امتیازی حیثیت کے مالک ہیں کہ ان کے پاس توحید جیسا قوی عامل موجود ہے جو افراد کو جوڑ کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا دیتا ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ اتحاد بین المسلمین کو ہم اپنی غایت قصوی اور منزل مقصود قرار دیں اور خود کو توحید کی زندہ حقیقت سے بیگانہ رکھیں۔

ع۔ ایں رہ کہ می روی بہ ترکستان است

توحید کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ ہمارا خدا ایک، ہمارا نبی ایک، ہمارا قرآن ایک، ہمارا حرم ایک۔ پھر مسلمان ایک کیوں نہ ہوں؟

توحید بمجرد اپنی لغوی اور لفظی حیثیت میں اکائیت کو متضمن ہے۔ توحید اور اتحاد کا ماخذ اور اشتقاق ایک ہے۔ توحید معنی ایک کرنا اور اتحاد معنی ایک ہونا۔ ایک اللہ کو ماننے کا لازمی نتیجہ ایک اکائی بن جانا ہے۔ جب توحید جلوہ گر ہوتی ہے تو اتحاد جنم لیتا ہے۔ یہی سبق ہمیں قرآن دیتا ہے۔ یہی سبق ہمیں اسوہ رسول میں ملتا ہے۔ اور یہی سبق ہمیں اپنے اسلاف کی ان کوششوں میں ملتا ہے جو انہوں نے ملت کی شیرازہ بندی کے لئے کیں۔

لا الہ الا اللہ کی تعبیر و تشریح لوگ بقدر ظرف و پیمانہ مختلف طریقوں سے کرتے ہیں۔ لیکن یہاں بھی ہم مختصر گیری اور عملی افادیت کے اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے چند لفظوں میں بیان کرنے پر اکتفا کریں گے۔ اللہ تعالی جو اس کائنات کا واحد خالق رازق اور مالک ہے، منطقی نتیجے کے طور پر یہ ضروری ہے کہ اسی کی اطاعت اور بندگی میں زندگی بسر کی جائے۔ اس کائنات کی سب سے اشرف اور سب پر فائق مخلوق انسان ہے۔ اسی کو خلیفة اللہ فی الارض ہونے کا منصب عطا ہوا ہے۔ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے جملہ امور و مسائل کو اللہ تعالی کی ہدایت کی روشنی میں طے کرے اور اس دنیا کا نظام جس کی خلافت کا اسے امین بنایا گیا ہے چلانے میں ہمیشہ اللہ تعالی کی مرضی اور منشاء کو پیش نظر رکھے۔ ایک اللہ پر ایمان لا کر جو لوگ تسلیم و رضا اور سمع و طاعت کی روش کو اپنا لیتے ہیں انہی کو عرف عام اور اصطلاح دین میں مسلمان کہا جاتا ہے۔ چونکہ انسان کا ارادہ و عمل اختیاری ہے۔ اپنی رضا و رغبت سے وہ جو راستہ چاہے اختیار کرسکتا ہے۔ اس لئے کچھ لوگ ہدایت کی جگہ ضلالت کو اپنے لئے پسند کر لیتے ہیں۔ اس طرح حق و باطل کی دو متضاد قوتیں وجود میں آجاتی ہیں۔ مسلمان کا نصب العین ابتداء سے اس دنیا میں حق کی حمایت کرنا اور باطل سے مزاحم ہونا ہے۔ اسی کو لفظ جہاد سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ مسلمان کی

زندگی اگر وہ واقعی مسلمان بن کر زندہ رہتا ہے ایک مسلسل جہاد ہے جس میں وقت آنے پر نقد جان پیش کرنا بھی شامل ہے۔

اس دنیا کا خمیر جن عناصر سے ترکیب پذیر ہے اس کا اقتضا یہ ہے کہ یہاں کوئی اہم قابل ذکر یا انقلابی کارنامہ سر انجام دینا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ ایک سے فکر و خیال رکھنے والے تمام لوگوں کو ایک سلک میں پرو کر منظم نہ کیا جائے۔ اس کے بغیر وہ طاقت حاصل نہیں ہو سکتی جو کوئی بڑا کام کرنے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ مقصد صحیح ہو یا غلط کام اچھا ہو یا برا قدرت کا یہ قانون سب کے لئے یکساں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی تحریک اٹھتی ہے وہ ہمخیال لوگوں کو اکٹھا کر کے منظم کرتی ہے اور وہ قوت بہم پہنچاتی ہے جس کے بغیر تحریک کی کامیابی ممکن نہیں ہوتی۔ اسلام اس دنیا میں ایک تحریک ہی کی حیثیت سے روشناس ہے اور اس کی یہ حیثیت قائم و دائم ہے۔ مگر مسلمانوں میں اس کا شعور مفقود ہے اور اگر ہے تو اتنا کمزور ہے کہ اس کی فعالیت ختم ہو چکی ہے۔ اس شعور کو بیدار کرنا اس کو موثر اور فعال بنانا اس وقت مسلم کمیونیٹی کی سب سے اہم ضرورت ہے۔ اتحاد بین المسلمین کا مقصد حاصل کرنے کے لئے اسلام کے تحریکی کردار کو اجاگر کرنا چاہئے اور اس سلسلے میں ان تمام دینی ارکان سے مدد لینی چاہئے جو ملت کی شیرازہ بندی کے لئے اینٹ پتھر یا گارے چونے کی حیثیت رکھتے ہیں۔